OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u13.182-190

اُردوداستان ''باغ و بہار'' کی متنی تشکیل: اسلامی عقائد کی پیش کش

Presentation of Islamic Believes in Textual Formation of Urdu Dastan 'Bagh o Bahar'

Dr. Sumaira Ijaz
Assistant Professor Urdu, University of Okara.

Received on: 13-10-2021 Accepted on: 15-11-2021

Abstract

The tradition of Urdu Dastan writing was started in 17th century and in 19th century it reached at its apex. Bagh o Bahar, written by Meer Amman is the prominent dastan of 19th century which effectively presents the Islamic beliefs, reflected in culture, social structure, religious values and behaviors of the characters. So, this dastan becomes the source of knowing the Islamic beliefs of nineteenth century. This article is actually the close textual study which indicates the Islamic beliefs presented in this dastan.

Keywords: Urdu Dastan, Bagh o Bahar, Meer Amman, 19th century, Islamic beliefs, textual study

اردوداستان کاآغاز سترھویں صدی میں ہوامگراسے عروج انیسویں صدی میں حاصل ہوا۔اردوداستان بہ لحاظ صنف جن نامعلوم دنیاکے اسفار سے تجسس اوردلچسپی کو بڑھاتی رہی وہیں ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے مظہر بھی جگہ پاتے رہے۔انیسویں صدی کے ہندوستان کی تہذیب و ثقافت کا ایک بڑااور نادر ذخیرہ یہ داستانیں بھی ہیں۔انیسویں صدی کے ہندوستان میں اسلامی عقائد کس طرح اردوداستانوں میں جگہ پاتے ہیں اس کی ایک نادر مثال ''باغ و بہار'' بھی ہے۔اسلامی مظہریات کی تشکیل میں ان کی زبان کابہت عمل دخل ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں۔

> ''باغ و بہار میں ہم کواس زمانے کی معاشرت کا حقیقی اور کامیاب نقشہ نظر آتاہے۔
> سلاطین وامراکے محلات کی معاشرت،انتظام حکومت،عوام کی مہمان نوازی۔۔۔
> تبلیغ مذہب کی کوششیں،جادو،نجوم،ٹوٹکے،شگون اور فال، تعویذگنڈے،صدقہ
> خیرات،نومولودکازائچہ بنوانا،شادی بیاہ،تعمیر مکان،سفر وغیرہ کے موقعوں پر شبھ
> لگن دریافت کرنا،سفر پر جاتے وقت امام ضامن کاروپیہ باندھنا،صدقہ اتارنا،غیبی
> قوتوں پراعتقاد،سادھوؤں اوردرویشوں سے مصیبت کے وقت امداد طلبی۔۔۔غرض
> سب کچھ بیان کیاہے لیکن زبان کہیں بھی کوتاہی نہیں کرتی۔''[۱]

اس داستان کے مولف میر امن ہیں جو دہلی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ داستان ۱۸۰۳ء میں شائع ہوئی۔ سر دست اس داستان میں اسلامی عقائد کے متنی انجذاب کی تشکیلی قرات پیش خدمت ہے۔

''باغ و بہار'' کو ایمانیات کے تصور کی بنیاد پر دیکھا جائے تو ان میں موت، روزِ قیامت، فرشتوں، ثواب، تقدیر، فضل الٰہی اور غیبی امداد پر یقین اور ایمان کا تذکرہ ملتا ہے۔ بادشاہ آزاد بخت کی عمر چالیس کو پہنچتی ہے اور اولاد کی نعمت سے محرومی، اُسے اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کرتی ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ میری تقدیر میں وارث نہیں لکھا اور آخر ایک روز مرنا ہے اور سب چھوڑ جانا ہے۔ روزِ قیامت پر ایمان کا ذکر بادشاہ آزاد بخت کے قصے میں ہوتا ہے۔ جب بادشاہ امورِ سلطنت میں دلچسپی سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو اُس کا وزیر خرد منداُسے سمجھاتا ہے کہ اگر محنت اور مشقت سے حاصل کی گئی سلطنت، آپ کی عدم دلچسپی سے ہاتھ سے نکل گئی تو روز قیامت اس کی بھی باز پُرس ہو گی اور جواب دینا ہو گا کہ جس رعایا کا بادشاہ بنایا گیا تھا اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر رعایا کو بھی مایوس کیا۔ روزِ قیامت پر ایمان کا بیان، سر گزشت آزاد بخت میں موجود ہے جب بادشاہ نے بے گناہ وزیر کو سزائے موت سنائی تو فرنگ ایلچی نے تقریر کی کہ بے قصور کا خون ناحق کیا گیا تو قیامت کے دن، اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ یہاں فرنگ ایلچی کے منہ سے ایسی باتوں کا کہلوایا جانا معنی خیز بھی ہے۔ فرشتوں پر ایمان کا بیان پہلے درویش کے قصے میں نظر آتا ہے جب وہ دمشق کی شہزادی کی کم وقت میں شان دار ضیافت کی تیاری پر، اُس کا شکریہ ادا کرتا ہے، تو وہ کہتی ہے کہ انسانوں سے ایسے ایسے کارنامے انجام پاتے ہیں کہ فرشتوں کی بھی مجال نہیں ہے۔ ثواب ملنے کے تصور کو بھی ایمانیات میں خاص اہمیت حاصل ہے اس حوالے سے بھی پہلے درویش کے قصے میں جب پہلا درویش دمشق کی شہزادی کی جان بچاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ مجھ بدبخت کو، ماں باپ کی نافرمان کو اِسی صندوق میں دفن کر دو اور ثواب پاؤ۔ لاوارث کی تدفین کے عمل پر ثواب کا بیان کرتی ہے۔ اس قصے میں ایک اور مقام پر درویش دمشق کی شہزادی سے اپنے احوال پر ترس کھا کے ثواب حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ شہزادہ نیم روز کے قصّے میں شہزادہ پریوں کے بادشاہ سے اُس کی محبوب بیٹی کے دیدار سے زندگی کا آرام کی طلب کرتا ہے اور اس کے عوض اُس کے ثواب پانے کا ذکر کرتا ہے۔

تقدیر پر ایمان کا ذکر دوسرے درویش کے قصّے میں حاتم طائی کے ثانوی قصّے میں بوڑھا لکڑہارا کہتا ہے کہ اگر بھلائی کے بدلے برائی ملے تو پھر یا نصیب ہے۔ بصرے کی شہزادی کے قصّے میں شہزادی اپنے باپ بادشاہ سے کہتی ہے کہ جو کچھ میری قسمت میں لکھا جا چکا ہے اُسے کوئی مٹا نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی ٹال سکتا ہے۔ اِسی طرح آزاد بخت بھی ایک جگہ کہتا ہے کہ تقدیر سے لڑا نہیں جاتا۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں اس کے دکان بزازی کو خدا کے توکل پر شروع کرنا اور اپنی قسمت پر راضی ہونے کا تذکرہ ہے۔ فضل الٰہی پر یقین بھی اِسی قصّے میں ملتا ہے۔ سوداگر بچہ خواجہ سگ پرست کے پاس پہنچنے کو فضل الٰہی قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے درویش کے قصّے میں بادشاہ زادہ فارس بھی خدا کی قدرت پر تعجب کسی مذہب میں جائز نہیں سمجھتا اور فضل الٰہی پر نظر رکھ کے مہم پر نکلتا ہے۔ داستان میں غیبی امداد کے مظاہر بھی کئی جگہ ہوتے ہیں۔ پہلے درویش کے قصّے میں صندوق کا ملنا، غیب کا خزانہ قرار پاتا ہے۔ دوسرے درویش کے قصّے میں بصرے کی شہزادی کو خزانہ ملنا غیبی مدد ہے۔ تیسرے درویش کے قصّے میں جلاد کو غیب سے تیر لگتا ہے۔ چوتھے درویش کے قصّے میں غیب سے اینٹ پتھر برسنے لگتے ہیں۔

ایمانیات کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا بھی تذکرہ ہوا ہے۔ پہلا درویش خدا کے رازق ہونے اور خدا سے توقع پر یقین رکھتا ہے۔ شہزادہ نیم روز خدا کے کریم ہونے کا بیان کرتا ہے۔ فارس کا شہزادہ اللہ بے نیاز ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے پر ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ پہلا درویش نااُمیدی کو بُری چیز اور دنیا کے اُمید پر قائم ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ تیسرے درویش کے قصّے میں بادشاہ زادہ عجم خدا سے مایوس نہ ہونے کی تلقین کرتا ہے اور فتح کو دادِ الٰہی گردانتا ہے۔ اسلام کے تصور شہادت کا پہلو بھی خواجہ سگ پرست کے قصے میں ملتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے بھائی لوگوں کو بتاتے ہیں کہ حرامیوں نے ان کے بھائی کو شہید کر دیا ہے۔

دین اسلام کی فوقیت کا تذکرہ بھی ایک مقام پر ہوا ہے۔ بصرے کی شہزادی کے قصے میں وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ تمام انسان برابر ہیں مگر دین اسلام کی بنا پر فوقیت مسلمان کو حاصل ہے۔ اسلام قبول کرنے کے واقعات چار جگہوں پر بیان ہوئے ہیں۔ بصرے کی شہزادی کے قصّے میں اس کا ذکر تشبیہاتی رنگ میں ہوا ہے کہ ضیافت میں ایسے سلونے اور میٹھے ذائقے کے کھانے تیار ہوئے کہ اگر کسی ہندو کی بیٹی کھاتی تو کلمہ پڑھ لیتی۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں سراندیپ کی شہزادی کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ موجود ہے۔ خواجہ سگ پرست کی نصیحتوں کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے بت پرستی چھوڑ کر توبہ استغفار کر کے مسلمان ہو گئی اور وہ صبح تک کلمہ پڑھنے اور استغفار کرنے لگ گئی۔ اسی کہانی میں خواجہ سگ پرستی ایک اور لڑکی کو ارکان مسلمانی سکھا کر کلمہ پڑھاتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے مکالماتی انداز دیکھیے:

''اُس کی ذات لاشریک ہے۔ اُس کی میں نے عبادت کی اور بندگی بجالایا، ادائے شکر کیا! یہ بات سن کر کہنے لگی، تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا، شکر الحمدللہ! بولی، میرا دل تمہاری باتوں سے خوش ہوا، میرے تئیں بھی سکھاؤ اور کلمہ پڑھاؤ۔ میں نے دل میں کہا، الحمدللہ کہ یہ ہمارے دین کی شریک ہوئی، غرض میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اسے پڑھوایا۔ پھر وہاں سے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہم دونوں چلے۔ رات کو اترتے تو وہ ذکر دین ایمان کا کرتی اور سنتی اور خوش ہوتی۔'' [۲]

اس داستان میں منکر نکیر کا تصور بھی نظر آتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے بھائیوں کو منکر اور نکیر کہا گیا ہے۔ انسان کے اشرف المخلوقات اور خلیفتہ الارض ہونے کا حوالہ خواجہ سگ پرست کی کہانی میں دیا گیا ہے۔ اس میں سوداگر بچہ انسان کو اشرف المخلوقات اور کتے کو نجس العین قرار دیتا ہے۔

ایمانیات کے ساتھ ساتھ عبادات کا بہت سے مقامات پر ذکر ہوا ہے۔ زیادہ تر کردار مسلمان ہیں اور نماز، روزہ کے بھی پابند ہیں۔ قصّے کے آغاز میں ہی بادشاہ آزاد بخت کی عبادت گزاری کو بیان کیا گیا ہے۔ ملک نیم روز کے شہزادے کے قصّہ میں دوسرے درویش کا وضو کر کے نماز پڑھنے کے لیے حالتِ قیام کو پیش کیا گیا ہے۔ نمازِ فجر کے بیان کے ساتھ فجر کے وقت کا ذکر بھی ہے۔ وزیر زادی کے قصّے میں فجر کے وقت کا حوالہ ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں فجر کے وقت کے آثار اور علامتوں کا بیان کچھ یوں ہے:

''وہ صندوق اپنے پاس اٹھالایا اور گھڑیاں گننے لگا کہ کب اتنی رات تمام ہو تو فجر کو شہر میں جا کر کچھ علاج اس کا ہو سکے بہ مقدور اپنے کروں۔ وہ تھوڑی سی رات ایسی پہاڑ ہو گئی کہ دل گھبرا گیا۔ بارے خدا خدا کر، صبح جب نزدیک ہوئی، مرغ بولا۔ آدمیوں کی آواز آنے لگی۔ میں نے فجر کی

نماز پڑھ کر، صندوق کو خورجی میں کسا۔"[۳]

نمازِ فجر کی اذان کی ادائیگی کو پہلے درویش کے قصّے میں بیان کیا ہے۔ ظہر کے وقت اور عصر کے وقت کا ذکر خواجہ سگ پرست کے قصّے میں ہوا ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں خواجہ سرا کی نمازِ مغرب کی ادائیگی کو پیش کیا ہے۔ اسی قصّے میں خواجہ سرا کے نمازِ جمعہ اور خطبۂ جمعہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ نماز کے ساتھ دیگر عبادات میں روزہ کو بھی شاملِ داستان کیا ہے۔ نفلی روزے رکھنے کا بیان آزاد بخت کی عادات کے ذیل میں کیا ہے۔ روزہ اور رمضان کی نسبت دو تشبیہات بھی دی گئی ہیں۔ ملک نیم روز شہزادے کے قصّہ میں ایک ایک دن بے قراری سے کاٹنے کو ماہِ رمضان کی مانند قرار دیا ہے۔ شبِ قدر کا تشبیہاتی ذکر بصرے کی شہزادی کے قصّے میں ہے۔ خواجہ سگ پرست کے دوگانہ شکرانے کے قبلہ رو ہو کر پڑھنے کو بہ خوبی نمایاں کیا ہے۔ مصلّی بچھا کر عبادت کرنا اور درود پڑھنے کو آزاد بخت بادشاہ کی عبادات کے بیان میں سمویا ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں مسجد میں جا کر بیٹھنے سے مراد بر آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ بصرے کی شہزادی کے قصّے میں نیّت کے درست ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

صدقہ اور خیرات بھی عبادات کے اہم ارکان ہیں۔ پہلے درویش کی بہن، تیل، ماش، کالے ٹیکے سے اپنے بھائی کا صدقہ کرتی ہے۔ شہزادہ ملک نیم روز قصّہ کو نجومی ستاروں کی نحس گردش کے سبب صدقہ دینے کا مشورہ دیتا ہے۔ دوسرے درویش کے قصّے میں فارس کے شہزادہ کو صبح سے شام تک محتاجوں اور بے کسوں میں روپے اور اشرفیاں خیرات کرتے دکھایا گیا ہے۔ پہلا درویش بھی فقیروں اور غریبوں میں خیر خیرات کرتا ہے۔ بصرے کی شہزادی کے نزدیک ایسی دولت کو زوال نہیں جو خرچ ہوتی ہے بلکہ اُس میں برکت آتی ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں ایک بزرگ بادشاہ جو قلنج کی بیماری میں مبتلا ہے یہ نصیحت کرتا ہے کہ دوا سے بہتر ہے کہ محتاجوں کو خیرات کرو اور غلاموں کو آزاد کرو۔

ایک مسلمان کے عقائد اور فرائض کیا ہیں خواجہ سگ پرست نے یوں بیان کیے ہیں:

"غلام کا دین یہ ہے کہ خدا واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہوں اور اُس کے بعد بارہ امام کو اپنا پیشوا جانتا ہوں اور آئین میرا یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور حج بھی کر آیا ہوں اور اپنے مال سے خمس زکوٰۃ دیتا ہوں اور مسلمان کہلاتا ہوں۔"[۴]

دُعا کو بھی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ اس داستان میں سب سے زیادہ زور دعا پر ہی ہے۔ سب سے پہلے دُعا کی مکمل عبارت داستان کے پہلے صفحے پر ہی سامنے آتی ہے جب بادشاہ آزاد بخت پانچوں نماز کے بعد ایک ہی دُعا کرتا ہے کہ میری سلطنت کا نام لیوا بیٹا عطا ہو جائے۔ پہلے درویش کے قصّے میں یمن کا تاجر، دمشق کی شہزادی کی صحت یابی کی دُعا مانگتا ہے۔ چاروں درویش قلندر بادشاہ آزاد بخت کو دُعا دیتے ہیں کہ اللہ تیرا بھلا کرے۔ وزیر زادی اپنی ماں سے کہتی ہے کہ ماں کی دُعا کی برکت سے نیشا پور کے سوداگر کو تلاش کر لیا ہے، تیسرا درویش بادشاہ زادہ عجم کی شہزادی کو کٹنی یہ دُعا دیتی ہے کہ تیری نتھ جوڑی سہاگ سلامت رہے اور کماؤ کی پگڑی قائم دائم رہے۔ قصّے کے اختتام پر چاروں درویش دُعائیں پڑھ کر جھاڑ پھونک دیتے ہیں۔ خواجہ سگ پرست کی کہانی میں ایک دُعا میں وسیلہ دیکھیے:

"ایک مکان سے آواز میرے کان میں پڑی جیسے کوئی مناجات کر رہا ہے۔ آگے جا کر دیکھوں تو ملکہ ہے کہ عجب حالت سے روتی ہے اور ناک گھِسنی کر رہی ہے اور خدا سے دعا مانگتی ہے کہ صدقے اپنے رسول کے اور اس کی آل پاک کے، مجھے اس کفرستان سے نجات دے اور جس شخص نے مجھے اسلام کی راہ بتائی ہے، اُس سے ایک بار خیریت سے ملا۔"[۵]

ماں باپ کی ناراضی پر دُعائے بد کے ڈر کا ذکر سودا گر بچہ کی زبانی کیا گیا ہے۔

اس داستان میں اسلام کے تصور وراثت، وصیت، حلال کھانا، نکاح، حق مہر، تجہیز و تکفین اور فاتحہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں خواجہ اور ان کے بھائیوں کے درمیان باپ کی وراثت کی تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے بھائی خواجہ سے لادعوی لکھ کے دینے پر اصرار کرتے ہیں آخر کار اُس نے فارغ خطی بہ مہر قاضی لکھ کر دے دی۔ وصیت کا بیان تیسرے درویش کی کہانی میں ملتا ہے۔ وفات کے وقت بادشاہ، بادشاہت کی وراثت کی وصیت جب تک ان کا بیٹا باشعور نہ ہو جائے، اپنے بھائی کے نام کر دیتا ہے۔ بعینہ وصیت چوتھے درویش کے قصّے میں بھی ہے۔ چین کے شہزادے کے والد نے مرتے وقت اپنے بھائی کو وصیت کی جب تک بیٹا جوان اور باشعور ہو تب تک ملک کی عنان اُس کے ہاتھ میں ہے۔ جانوروں کو حلال کر کے کھانے کا بیان پہلے درویش کے قصّے میں ہے۔ جب یمن کا تاجر جنگل کے چرند پرند کو حلال کر کے کھاتا ہے۔ نکاح پڑھوانے کا بیان بھی پہلے درویش کی کہانی میں ہے جس میں پہلے درویش اور دمشق کی شہزادی کا نکاح قاضی چپکے چپکے سے پڑھ دیتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کی سراندیپ کی شہزادی کا شرع محمدی کے مطابق نکاح کو پیش کیا ہے۔ دوسرے درویش کے قصّے میں بصرے کی شہزادی اپنا حق مہر ایک سوال کا جواب مقرر کرتی ہے۔ خواجہ سگ پرست کا وزیر زادی سے نکاح پڑھوانے کا بھی حوالہ ہے۔ چوتھے درویش کے قصّے میں مرد عجمی کے شہزادی سے نکاح میں قاضی، مفتی، عالم، فاضل اور اکابر کی موجودگی اور مہر معین کا بیان ملتا ہے۔

تجہیز و تکفین و تدفین کا اظہار پہلے درویش کے قصّے میں ہے۔ یمن کا تاجر، جوہری اور اس کی کالی کلوٹی محبوبہ کو گاڑنے دابنے کی فکر میں ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں وہ اپنے باپ کی رحلت پر تجہیز و تکفین اور پُھول اُٹھ چکنے کا ذکر کرتا ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں یمن کا تاجر باپ کی وفات کے بعد فاتحہ پڑھنے کا بیان کرتا ہے اور فاتحہ خیر پڑھنے کا حوالہ اس قصّے کے علاوہ تیسرے درویش کے قصّے میں کوکا کے حوالے سے بھی ہے۔ رسمِ چہلم کا ذکر بھی انہی قصّوں میں ملتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں سراندیپ کی شہزادی کے واقعہ میں حجاب کو رسم قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے خواجہ سگ پرست کا برہمنوں کی ماتا سے مکالمہ دیکھیے:

"سُن کر بولی کہ "کیا مسلمان اپنی استریوں کو اوجھل میں رکھتے ہیں؟ میں نے کہا "ہاں، تمہارے بچوں کی خیر ہو، یہ ہماری رسم قدیم ہے۔ بولی کہ "تیرا اچھا مذہب ہے۔"[٦]

خواجہ سگ پرست کے قصّے میں ایک ایسے شہر کا ذکر بھی ہے جہاں زن و مرد بے حجاب آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں۔

امام ضامن باندھنے کا ذکر پہلے درویش کے قصّے میں ہے۔ یمن کے تاجر کو اُس کی بہن گھر سے رخصت کرتے وقت اُس کے بازو پر امام ضامن کا

روپیہ باندھتی ہے۔ قبرستان جانے اور خود کو حقیر جاننے کا حوالہ بادشاہ آزاد بخت کے قصّے کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ بیٹا نہ ہونے کے دکھ میں توبہ استغفار کرنا، وظیفہ اور کتاب پڑھنا اس کا مشغلہ تھا۔ ایک دن ایک کتاب میں اُس نے پڑھا کہ اگر کسی شخص کو کوئی غم یا پریشانی آجائے تو اُسے چاہیے کہ تقدیر کے حوالے کرے اور خود قبرستان جائے اور عبرت سے روئے اور خدا کی قدرت کو دیکھے کہ کیسے کیسے صاحبِ ملک بادشاہ اس دُنیا میں آئے مگر آج وہ پیوندِ خاک ہیں۔ اسی کہانی میں قبر کے اندر کے احوال اور خوف کا ذکر بھی ہے۔

معاشرتی حوالے سے اسلامی اقدار کو بھی بھرپور جگہ دی گئی ہے۔ وعدہ کرنا، احسان، رحم دلی، ہمدردی، سخاوت اور امانت کے ساتھ ساتھ حرص، جھوٹ، بھیک مانگنا اور خدا کی لعنت کا بیان بھی ملتا ہے۔

وعدہ کرنا اور وعدہ وفا کرنے کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں وعدہ وفا کرنا اور ضیافت کی دعوت قبول کرنے کو سنتِ رسول کہا ہے۔ حاتم طائی کے قصّے میں نوفل، بوڑھے سے کہتا ہے کہ پکڑنے کا قول پورا کرو، چوں کہ پورے جسم میں زبان حلال ہے اور مرد کو چاہیے کہ جو کہے سو کرے۔ ملک نیم روز کے قصّے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان اپنے قول قرار میں نہیں رہتا جب کوئی مطلب ہوتا ہے تو سب کو کہتا ہے مگر یاد نہیں رکھتا۔ قسم کھانے کا ذکر بھی بہت سی جگہوں پر ہوا ہے۔ پہلے درویش کے قصّے میں دمشق کی شہزادی کہتی ہے کہ اگر اس سے شادی کی بات اگر کسی اور نے کی ہوتی تو پروردگار کی قسم اُس کی بوٹیاں کٹوا کر چیلوں کو بانٹتی۔ ملک نیم روز کا شہزادہ بھی ''سوگند'' دیتا ہے۔ سراندیپ کی شہزادی کے واقعہ میں خواجہ سگ پرست کہتا ہے کہ قسم اُس خدا کی جو واحد اور لاشریک ہے، وہ شہزادی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔

احسان کا ذکر پہلے درویش کے قصّے میں ہے۔ دوسروں کے احسان کا بدلہ نہ کرنا، بے شرمی کی بات ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں سوداگر بچہ اس کے گھر رہنے کی اجازت کو احسان مانتا ہے۔ رحم دلی اور ہمدردی کا ذکر دوسرے درویش کے قصّے میں ہے۔ حاتم طائی سوچتا ہے کہ اگر آدمی میں رحم نہیں ہے تو وہ انسان ہی نہیں ہے اور جس کے دل میں درد نہیں ہے وہ قصائی ہے۔ سخاوت کا تصور، دوسرے درویش کے قصّے میں یوں بیان ہوا ہے:

''سخی کے بھی تین حروف ہیں، پہلے اُن پر عمل کرو، تب سخی کہلاؤ، تب تو میں ڈرا اور کہا ''بھلا داتا! اس کے معنی مجھے سمجھاؤ''۔ کہنے لگا ''س سے سماتی اور خ سے خوفِ الٰہی اور ی سے یاد رکھنا اپنی پیدائش اور مرنے کو۔''[۷]

تیسرے درویش کے قصّے میں والدین کی قدم بوسی کے واجب ہونے کا بیان ہے۔ چوتھے درویش کے قصّے میں مبارک حبشی صادق بادشاہ کی امانت، دیانت داری سے اُس تک پہچانے کا ذکر کرتا ہے۔ اخلاقی برائیوں میں حرص کا بیان بصرے کی شہزادی کے قصّے میں ہوا ہے۔ شہزادی کہتی ہے کہ حرص دُنیا میں کبھی کسی کے دل سے نہیں جاتا۔ حاتم طائی کے قصّے میں نوفل کہتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایسا گناہ ہے جس تک کوئی دوسرا گناہ نہیں پہنچ سکتا۔ بہت لوگ ہیں جو جھوٹ بولتے جاتے ہیں مگر آزمائش کے وقت سزا بھی پاتے ہیں۔ بصرے کی شہزادی کے قصّے میں ایک ایسے فقیر کا ذکر ہے جو صبح بھیک مانگنے کے لیے نکل پڑتا ہے۔ اس کے لیے ایک کشکول بھی پاس رکھتا ہے۔ سوداگر بچہ اُس سے کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ دو انسانوں کو کتے کا جھوٹا کھلاتا ہے اور اس کا کھانا کھانا بھی مکروہ ہے تو خواجہ سگ پرست ایسے لوگوں کافروں اور مشرکوں پر خدا کی

لعنت بھیجتا ہے۔

اسلام میں ممنوع باتوں اور سزاؤں کے حوالے سے جو احکامات ہیں اُن کا حوالہ بھی اس داستان میں موجود ہے۔ پہلا درویش جب شہزادی کی تلاش میں ناکام ہوتا ہے تو خودکشی کا ارادہ کرتا ہے تو سبز پوش اُسے کہتا ہے خودکشی حرام ہے اور مایوس ہونا کُفر ہے۔ حاتم طائی کے ضمنی قصّے میں جب نوفل حاتم کے خلاف فوج کشی کرتا ہے تو حاتم اس لیے جنگ نہیں کرتا کہ اس میں خدا کے بندے مارے جائیں گے اور بڑی خون ریزی ہو گی جس کا عذاب اسے ملے گا۔ حاتم کو بے گناہوں کے مارے جانے کے عذاب کا خوف ہے۔ بے دین کے سر کاٹنے کا حوالہ خواجہ سگ پرست کی کہانی میں ہے۔ اس میں بادشاہ آزاد بخت حکم دیتا ہے کہ کتے کی پوجا کرنے والا مردود واجب القتل ہے۔ اُس بے دین کا سر کاٹ کر لاؤ۔ اسی قصّے میں جان کی حفاظت کے واجب ہونے اور ترک واجب خدا کے حکم کے خلاف ہے۔ اسی قصّے میں قصاص کا بھی حوالہ ہے اور اسی واقعے میں چور، زانی اور خون ناحق بہانے والوں کو سنگسار کرنے کا بیان بھی موجود ہے۔ تیسرے درویش کے قصّے میں بیوی کو نامحرم چھین کر لے جانے والے کو بھی واجب القتل کہا گیا ہے۔ ملک نیم روز کے قصّے میں درویش راز کی دریافت میں اپنا خون معاف کرنے کی بات کرتا ہے۔ خواجہ سگ پرست کے قصّے میں وہ حاکم کو پانچ ہزار روپے پر راضی کرتا ہے اور دعوٰی خون کا معاف کر دیتا ہے، تیسرا درویش بھی قسم کھا کر اپنا خون معاف کرنے کا ذکر کرتا ہے۔

خواجہ سگ پرست کے قصّے میں بت پرستی سے انکار کے دلائل دیکھیے:

''اے جاہل، ہمارے بڑے بت میں کیا بُرائی دیکھی جو غائب خدا کی پرستش کرنے لگا''۔ میں نے کہا! انصاف شرط ہے، ٹک غور فرمائیے کہ بندگی کے لائق وہ خدا ہے کہ جس نے ایک قطرے پانی سے تم سار کا محبوب پیدا کیا اور یہ حسن و جمال دیا کہ ایک آن میں ہزاروں انسان کے دل کو دیوانہ کر ڈالو۔ بت کیا چیز ہے کہ کوئی اس کی پوجا کرے؟ ایک پتھر کو سنگ تراشوں نے گڑھ کر صورت بنائی اور دام احمقوں کے واسطے کھایا جن کو شیطان نے ورغلانا ہے، وہ مصنوع کو صانع جانتے ہیں جسے اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں، اُس کے آگے سر جھکاتے ہیں اور ہم مسلمان ہیں جس نے ہمیں بنایا ہے ہم اُسے مانتے ہیں ان کے واسطے دوزخ، ہمارے لیے بہشت بنایا ہے۔''[۸]

تصّوف کے حوالے سے بہت سے آثار و شعائر کا ذکر اس داستان میں موجود ہے۔ درویشوں، فقیروں کا حُلیہ، بزرگوں سے دُعا کروانا، مرشد کا تصوّر، مشکل کشا کا تصوّر، چلہ، جوگی، اسم اعظم، نقش و تعویز، حاضرات، آستانہ بوسی وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے۔ داستان میں دو مقامات پر فقیروں کا حُلیہ سامنے آتا ہے۔ آزاد بخت کے قصّے میں چار درویش، کفنیاں گلے میں ڈالے، سر بہ زانو اور عالم بے ہوشی میں خاموش بیٹھے ہیں۔ بصرے کی شہزادی کے قصّے کا فقیر نورانی چہرہ اور روشن دل کا حامل ہے۔ تیسرا درویش، بزرگ، سفید ریش اور اچھی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ پہلے درویش کے قصّے کے آخر میں ایک فقیر ننگا منگا حال بن کر پھرتا ہے۔ ملک نیم روز کے قصّہ میں درویش سالک اور مجذوب ہیں جو نقش و تعویز پلانے یا پاس رکھنے اور دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکتے نظر آتے ہیں۔ قدم درویشاں رد بلا کی کہاوت بھی استعمال ہوئی ہے۔ اِسی قصّے میں چلہ کاٹنا اور جوگی کا ذکر ہے۔ جوگی کے حُلیہ میں بھبھوت بھسم بدن پہ لگانے، راکھ میں چھپانے، ماتھے پر ملاگیر کا ٹیکا لگانے، لنگوٹ باندھنے، بالوں کا

جوڑا باندھنے، چڑھواں جوتا اڑانے کا بیان ہے۔ اسی جوگی کا حُلیہ ہندوؤں کے ہاں عام ملتا ہے۔ کتاب میں اسم اعظم، حاضرات، جن و پری کی، روحوں کی ملاقات اور تسخیرِ آفتاب کی تراکیب کا حوالہ بھی اِسی قصّے میں ملتا ہے۔ آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر تیسرے درویش کے قصّے میں ہے۔

بادشاہ آزاد بخت کے مقبروں پر جانے یا کسی مرد خدا کا گوشہ نشیں ہونے اور شب بیدار رہنے اور بزرگوں سے دُعا کروانے کی عادات کا بیان ہے۔ ہر درویش کی کہانی کے اختتام پر ایک سبز پوش سوار کے منہ پر نقاب ڈالے آنا اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی مشکل کشائی کی بشارت کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ داستان میں مرشد کا تصوّر بھی اُبھرتا ہے۔ دوسرے درویش کے قصّے میں صبر و قناعت سے کام لینے اور شرم و حیا کا دامن تھامنے کی تلقین بھی ملتی ہے۔ اسی قصّے میں فقیر کا تصوّر دیکھیے:

''تو کیسا فقیر ہے کہ ہرگز فقیر کے تینوں حرفوں سے بھی واقف نہیں۔ فقیر کا عمل ان پر چاہیے۔ فقیر بولا ''بھلا داتا! تمہیں بتاؤ۔ میں نے کہا ''ف سے فاقہ، ق سے قناعت، ر سے ریاضت نکلتی ہے جس میں یہ باتیں نہ ہوں، وہ فقیر نہیں۔''[۹]

بادشاہ آزاد بخت کے قصّے میں کبیر کے صوفیانہ اشعار بھی دیے گئے ہیں۔

اس داستان میں اسلامی شخصیات، جن میں انبیا، صوفیا اور فلسفی و حکیم شامل ہیں، کا بھی بیان ملتا ہے۔ ان شخصیات میں حضرت سلیمانؑ، حضرت خضرؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت لقمان و بوعلی سینا، ابراہیم ادھم، اور یاجوج و ماجوج قابل ذکر ہیں۔ کچھ امور جن کا تعلق ثقافت سے ہے، ان میں اسلامی روح کی باس واضح محسوس ہوتی ہے۔ فوتیدگی پر تسلی دینا، نور کا وقت، خدا کے سپرد کرنا، افسردگی میں سیاہ لباس زیب تن کرنا، کسی کے جان نکلتے وقت اس کے سامنے کلمہ پڑھنا، مہمان نوازی اور سفر اور ہجرت میں خیر کے پہلو تلاش کرنا اہم امور ہیں۔

مختلف مواقع پر جو کلمات ادا کیے جاتے ہیں، ان میں اسلامی آداب معاشرت کے رموز سے مکمل آگہی ملتی ہے۔ ان کلمات میں سبحان اللہ چشم بدور، لا حول پڑھنا، آمنا کہنا، واللہ اعلم، الحمد اللہ، انشااللہ، سبحان اللہ، بسم اللہ، اللہ اکبر وغیرہ شامل ہیں۔ کلمہ تخاطب میں اسلامی اظہار بھی نمایاں ہے، مثلاً یاہادی، یامعبوداللہ، یاسائیں اللہ، میاں اللہ وغیرہ۔

اسلامی عقائد کو اس طرح داستان کا حصہ بنانا کہ وہ جزو زندگی لگے، یہ میر امن کا خاصا ہے۔ اس کے لیے اسلوب کی سادگی کے ساتھ ساتھ جو طریقہ اپنایا، اس کا اظہار سید وقار عظیم یوں کرتے ہیں۔

> ''ا۔ واقعات کے بیان میں میر امن اپنی مخصوص تہذیب اور معاشرت کے خصائص کو کبھی فراموش نہیں کرتے۔
>
> ۲۔ ان واقعات کے ضمن میں جو جو کردار کچھ کہتے یا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ ایک طرف تو اپنے ماحول اور معاشرتی رنگ کی نمائندگی کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے انفرادی مزاج کی۔
>
> ۳۔ پھر ہر کردار کی کہی ہوئی بات اور کیا ہوا عمل اس کی ذہنی اور جذباتی کیفیتوں کی عکاسی بھی کرتا ہے۔''[۱۰]

سید وقار عظیم کے بیان اور مذکورہ بالا تجزیے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ''باغ و بہار'' کی تہذیبی و ثقافتی تشکیل میں ایمانیات و عبادات کا غیر مرئی بیانیہ اپنی واضح کلید رکھتا ہے۔ ہندوستان کی تہذیب و ثقافت کی بنیاد میں اسلامی عقائد و اقدار کے دور رس اثرات ورق ورق اور سطر سطر میں موجود متنی تشکیل کا بین اظہاریہ ہیں۔

References

1. Dr. Sohail Bukhari, Urdu Dastan,Islamabad:Muqtadra Qaumi Zaban,1987,pp:120
2. Meer Aman, Bagh o Bhar,Lahore: Popular Publishing House,2005,pp:138
3. Ibid,pp:46
4. Ibid,pp:124
5. Ibid,pp:148
6. Ibid, pp:151
7. Ibid,pp:81
8. Ibid,pp:145
9. Ibid,pp:80
10. Syed Waqar Azeem,Hamari Dastanen,Rampur: Maktabha Aalia,1968,pp:50